جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

The Humility and Social Leadership of the Holy Prophet (PBUH) in Light of the Qur'anic Thought of Imam Khamenei

Mazhar Hussain [1] and **Mehdi Jahani** [2]

1. .Phil. Scholar, Department of Tafsir and Qur'anic Sciences Al-Mustafa International University.
Email: mazharalvi0012@gmail.com

2. Assistant Professor, Al-Mustafa International University, Qom, Iran. Email: jahanimahdi313@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
5 March 2026
Received in revised:
15 May 2026
Accepted:
9 June 2026
Available online:
24 June 2026

Keywords:
Humility;
Holy Prophet;
Imam Khamenei;
Qur'an;
Social Leadership;
Prophetic Conduct

ABSTRACT

This study examines the humility (tawāḍuʿ) and social leadership of the Prophet Muhammad (PBUH) as reflected in the Qur'anic thought of the Leader, Imam Khamenei. It aims to show how prophetic humility functioned as a foundation of religious leadership and a model for just governance, rather than a merely personal virtue.Methodology: The research is library-based and descriptive-analytical. It draws on the Qur'an, classical and contemporary exegeses, Hadith, and the speeches and Qur'anic interpretations of Imam Khamenei. It analyzes Qur'anic verses such as ٣٣:٢١, ١٥:٨٨, ٢٦:٢١٥, ٣:١٥٩, ٥:٥٤, and ٤٩:١٣, alongside the views of commentators including Tabatabai, Rashid Rida, Ibn Ashur, and Javadi Amoli.The findings indicate that the Prophet's humility was not a sign of weakness but evidence of spiritual strength, divine representation, and effective leadership. His humility before God and compassion toward believers were coupled with dignity and firmness toward enemies. Imam Khamenei considers this balance the secret of the Prophet's influence and the spread of Islam. The study identifies four dimensions of prophetic humility: ending class distinctions by associating with the poor and slaves; softening hearts without coercion; removing barriers between the leader and the people; and combining humility before God with honor before adversaries. Its social and administrative effects include public trust, equality, love-based moral authority, and a viable model for contemporary humble leadership.In Imam Khamenei's Qur'anic thought, prophetic humility is the theoretical and practical foundation of religious leadership. Leaders must be humble before God, servants to the people, and firm against enemies. This model integrates ethics, authority, and divine management and remains a timeless example for Islamic governance and society

Cite this article: Hussain & Jahani. (2026). The Humility and Social Leadership of the Holy Prophet (PBUH) in Light of the Qur'anic Thought of Imam Khamenei

New Horizons in Quranic Studies, 2 (3), 177-198

CC BY

© The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

ششماہی علمی مجلہ جدید قرآنی افکار، جنوری تا جون ۲۰۲۶، سال۲، شمارہ ۳
New Horizons in Quranic Studies, january - june 2026/ Vol.2, No. 3

شہید امام خامنہ ای کے قرآنی افکار کی روشنی میں پیغمبر اکرمؐ کی عاجزی اور سماجی قیادت*

مظہر حسین [۱] اور مہدی جہانی [۲]

CC BY

اشاریہ

یہ مقالہ امام خامنہ ای کے قرآنی افکار کی روشنی میں پیغمبر اکرمؐ کی عاجزی اور سماجی قیادت کا جائزہ لیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ نبوی تواضع محض ذاتی اخلاقی خوبی نہیں بلکہ دینی قیادت، عدل اور عوامی اعتماد کی بنیاد ہے۔ تحقیق کتابخانہ اور توصیفی-تحلیلی ہے۔ اس میں قرآن مجید، کلاسیکی و معاصر تفاسیر، روایات اور امام خامنہ ای کے خطبات و قرآنی تشریحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات جیسے احزاب:۲۱، حجر:۸۸، شعراء:۲۱۵، آل عمران:۱۵۹، مائدہ:۵۴ اور حجرات:۱۳ کے ساتھ ساتھ علامہ طباطبائی، رشید رضا، ابن عاشور اور جوادی آملی کی آراء کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ کی عاجزی کمزوری کی علامت نہیں بلکہ روحانی طاقت، الٰہی نمائندگی اور مؤثر قیادت کا ثبوت تھی۔ آپؐ اللہ کے سامنے عاجز اور مومنین کے سامنے مہربان تھے، مگر دشمنوں کے سامنے عزت و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ امام خامنہ ای اس توازن کو آپؐ کے اثر ورسوخ اور اسلام کی اشاعت کا راز سمجھتے ہیں۔ تحقیق نبوی تواضع کے چار ابعاد بیان کرتی ہے: غریبوں اور غلاموں سے ہم نشینی کے ذریعے طبقاتی نظام کا خاتمہ؛ بغیر جبر کے دلوں کو نرم کرنا؛ رہنما اور عوام کے درمیان فاصلہ مٹانا؛ اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ دشمن کے سامنے عزت۔ اس کے سماجی و انتظامی آثار میں عوامی اعتماد، برابری، محبت و اخلاق پر مبنی اقتدار اور جدید دور کے لیے متواضع قیادت کا نمونہ شامل ہیں۔ امام خامنہ ای کے قرآنی فکر میں نبوی تواضع دینی قیادت کی نظریاتی اور عملی بنیاد ہے۔ رہنماؤں کو چاہیے کہ اللہ کے سامنے عاجز، لوگوں کے لیے خدمت گزار اور دشمنوں کے سامنے مضبوط و ثابت قدم رہیں۔ یہ نمونہ اخلاق، اقتدار اور الٰہی انتظام کو یکجا کرتا ہے اور اسلامی حکمرانی و معاشرے کے لیے لازوال اسوہ ہے۔

کلیدی الفاظ: تواضع؛ پیغمبر اکرمؐ؛ امام خامنہ ای؛ قرآن کریم؛ سماجی قیادت؛ سیرت نبوی

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۶/۳/۵ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۶/۶/۹

۱. ایم فل، شعبہ تفسیر وعلوم قرآن IT المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی. (mazharalvi0012@gmail.com).

۲. اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تفسیر وعلوم قرآن، قرآن وحدیث ہائرایجوکیشن سینٹر، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی (jahanimahdi313@gmail.com).

تمہید

تواضع، اسلامی دیدگاہ میں اخلاقی خوبیوں میں، سب سے نمایاں خوبی ہے، جو ایک دینی رہنما اور اجتماعی زندگی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ قرآن مجید نے نہ صرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو وحی کے ابلاغ کے حوالے سے بیان کیا، بلکہ ایک بہترین رہنما کے اخلاقی پہلو کو بھی بیان کیا، ایسی قیادت جس میں تواضع، پیغمبر اور معاشرے کے باہمی تعلق کا مرکزی محور ہے۔ اس اعتبار سے موجودہ تعلیمات میں تواضع کو ایک الٰہی نمائندہ اور پیغمبرؐ کے لیے اصلی محور قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ اس خوبی کو زیادہ تر ذاتی اخلاق کی حد تک ہی دیکھا جاتا ہے، اور اسے دینی قیادت کے نظریے کی بنیاد کے طور پر کم ہی پرکھا گیا ہے۔

انہی تعلیمات میں بنیادی کردار رہبر دینی شہید (امام خامنہ ای رحمۃ اللہ علیہ) کی اسلامی تعلیمات اور قرآنی فکر کا ہے۔ پیغمبر اسلام کی سیرت میں تمدنی اور اجتماعی نگاہ سے تواضع واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا رکن ہے جس کی بدولت ایک حقیقی رہنما سے لوگوں کی دلدادگی، عدل و انصاف کے قیام کی خواہش، اور اپنے فرائض کی بخوبی ادائیگی جیسی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ پس اس تحقیق کا اصل سوال یہ ہے کہ: شہید رہبرؒ کے قرآنی افکار کی روشنی میں پیغمبر اکرمؐ کی عاجزی اور سماجی قیادت کو کس طرح بیان کیا جاسکتا ہے؟

اس تحقیق کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حاکمیت کے اصول وضوابط کو عملی جامہ پہنا کر حکمرانوں کے لیے سماجی اور سیاسی پہلوؤں میں اسوۂ حسنہ (بہترین نمونہ) کے طور پر پیش کر سکیں۔ اور اس تحقیق کو لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کتابوں، قرآنی آیتوں، تقریروں اور امام خامنہ ایؒ کی قرآنی تشریحات سے استفادہ کرتے ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کی عاجزی وانکساری کی ایک واضح اور مربوط تصویر پیش کی جائے۔

اہمیت اور ضرورت

اس تحقیق کی اہمیت یہ ہے کہ رسولِ گرامی اسلام ﷺ کی تواضع، امام خامنہ ایؒ کی قرآنی تفسیر اور بیانات کی روشنی میں، ایک رہنما کے لیے سب سے زیادہ مؤثر عمل، مقبولیت پیدا کرنے والا اور انتہائی کارآمد مشروعیت کا حامل ہے۔ اسی تواضع کی بدولت رہنما اور عوام کے درمیان تعلق مستحکم ہوتا ہے اور یہ عمل آج کے دور میں بھی اسلامی رہنما اور حکمرانوں میں موجود خلا کو پر کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اس تحقیق کی ضرورت یہ ہے کہ آج کل اسلامی معاشرے میں دھوکے بازیوں کی وجہ سے رہنما اور عوام کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے۔

اجتماعی زندگی میں اعتماد کی کمی اور اخلاقی پہلو میں کمزوری نظر آتی ہے۔ ان مسائل سے نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم شہیدِ انقلاب (امام خامنہ ایؒ) کے قرآنی تفکر سے یہ سمجھیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے تواضع کو حاکمیت کی اہم ترین بنیاد کیوں قرار دیا؟ اس سے فائدہ اٹھا کر ہم موجودہ اخلاقی برائیوں سے بچ سکتے ہیں اور ایک مثالی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔

مفہوم شناسی

لفظ "تواضع" عربی کے مادہ "وض ع" سے مشتق ہے۔ لغوی معنوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ: اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا، عاجزی اور انکساری اختیار کرنا۔ علامہ ابن منظور کے مطابق "التواضع التخافض۔۔۔" یعنی اپنے آپ کو پست رکھنا اور فروتنی اختیار کرنا (ابن منظور، ۱۴۰۸، ج۱۵، ص۳۲۷)۔ لغت نامہ "مصباح المنیر" میں ہے: "تواضع فلان؛ خفض جناحه للناس" یعنی فلاں شخص نے تواضع کی تو اس نے لوگوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیے؛ یعنی اپنا دامن پھیلا دیا (یعنی نہایت انکساری سے پیش آیا) (فیومی، ۱۴۱۴، ج۲، ص۶۵۳)۔ اسی لغت نامہ میں تواضع کو "صعر" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ "صعر" عربی میں اونٹ کی اس بیماری کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی گردن جھکا لیتا ہے، اسی طرح تواضع اور انکساری کی حالت میں انسان بھی سر جھکا کر چلتا ہے، برعکس متکبر کے جو اکڑ کر چلتا ہے۔

مختلف علماء نے تواضع کی متعدد تعریفیں بیان کی ہیں: امام غزالی لکھتے ہیں : "التواضع هو ان لا یری المرء نفسه فوق احد"؛ یعنی تواضع یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کسی دوسرے سے برتر نہ سمجھے (امام غزالی، ۱۴۰۶، ج۳، ص۱۳۷)؛ خواجہ نصیر الدین طوسی لکھتے ہیں: تواضع تکبر کے مقابلے میں نفس انسانی کا اعتدال ہے، یعنی انسان اپنے آپ کو اپنی حقیقی حیثیت سے زیادہ بلند نہ سمجھے (خواجہ نصیر الدین طوسی، ۱۴۱۳، ص۲۸۰)؛ ملا احمد نراقی تحریر فرماتے ہیں: تواضع کا معنی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے انکساری کرے اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھے (ملا احمد نراقی، ۱۳۸۸، ص۹۵)۔ رہبر شہید حضرت آیت اللہ العظمی سید علی حسینی خامنہ ایؒ تواضع کے بارے میں فرماتے ہیں: "حکمرانوں اور سلطانوں کو چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ متواضع، شفیق اور مہربان ہوں۔" دوسرے مقام پر فرمایا: "مغرور نہ ہوں، بلکہ ہر حال میں تواضع اختیار کرو۔" پس معلوم ہوا تواضع اور انکساری،

تکبر کے بالکل متضاد ہے(امام خامنہ ای، حکومتی نمائندوں سے خطاب ، ۱۴۰۱/۰۱/۲۳، http://khl.ink/f/50037)۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لفظ "غرّہ" (متکبر) استعمال کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی قدرت اور اہمیت کو اس حد تک محسوس کرے کہ وہ قدرت، قدرتِ الٰہی کے شایانِ شان ہو، ایسی کیفیت میں انسانی اخلاقیات ختم ہو جاتی ہیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ تمام مسلمانوں کے روحانی رہنما تھے اور کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پیغمبرؐ نے بطورِ رہنما کبھی تواضع نہیں کی۔ یہاں تک کہ تمام مسلمان، صحابہ اور ازواجِ مطہرات بھی اس پر متفق ہیں۔ پیغمبرؐ کی ازواجِ مطہرات نے آپ کے اخلاق کے بارے میں یوں بیان کیا ہے: سعد بن ہشام کہتا ہے: میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے جواب دیا: "كان خلقه القرآن"؛ یعنی بے شک پیغمبر (ص) کا اخلاق ہی قرآن تھا۔(احمد بن حنبل، بے تا، ج۶، ص ۱۶۳؛ ابن سعد، ۱۴۰۸، ج۱، ص ۲۷۳؛ ورام بن ابی فراس، ۱۴۱۰، ج۱، ص ۸۹؛ ابن ابی الحدید، ۱۳۸۵، ج۶، ص ۳۴۰) یعنی پیغمبرؐ قرآن کے عملی نمونہ تھے۔ امام خامنہ ایؒ فرماتے ہیں: ضروری ہے کہ ہمارا رویہ، ہمارا اخلاق، ہمارا ذاتی کردار قرآن کے مطابق ہونا چاہیے۔ قرآن مجید پڑھنا کافی نہیں بلکہ قرآن کے مطابق ذاتی کردار بنانے کے ساتھ ساتھ ہمارا معاشرہ اور ہمارا رہنے سہنے کا ماحول بھی قرآنی ہونا چاہیے۔(امام خامنہ ای، تیسویں بین الاقوامی قرآنی مقابلہ کی نشست میں شرکت کرنے والوں سے خطاب، ۱۳۹۴/۰۳/۰۲، https://khl.ink/f/29818). امام خامنہ ایؒ پیغمبرؐ کی شخصیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پیغمبرؐ اتنی عظمت کے باوجود لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، ان کے ساتھ کھانا کھاتے، ان کے ساتھ ہنستے اور ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے۔ یہی تواضع دلوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی اور ایمان کی بنیاد کو مضبوط کر دیتی تھی"۔(امام خامنہ ای ،علماء کرام سے ملاقات کرتے وقت خطاب، ۱۳۷۰/۱۲/۱۴، https://khl.ink/f/2599). امام خامنہ ای کے مطابق پیغمبرؐ کا تواضع روحانی اثر ورسوخ اور اسلام کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا سبب تھا کیونکہ اخلاق اور فروتنی کے بغیر قیادت آمریت میں بدل جاتی ہے۔

۱۔ قرآن میں پیغمبر اکرم ﷺ کی عاجزی کے اصول اور اسباب

۱۔۱۔ پیغمبر اکرمؐ مظہر تواضع

قرآن کریم نے پیغمبرؐ کو ایک کامل اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (سورہ احزاب، ۲۱)، رسول اللہ ﷺ کی عملی طرزِ زندگی بتاتی ہے کہ آپ اپنی اقتدار کی بلندی پر ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارنے والے، لوگوں سے گھل مل کر رہنے والے اور عوام میں مقبولیت حاصل تھی، مسجد میں عام لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، خچر پر سوار ہوتے، پہلے سلام کرتے، بچوں سے خندہ پیشانی سے ملتے اور آپ میں ذرہ برابر بھی برتری کا احساس نہ تھا۔ یہ سارے رویے قرآن کی ان آیتوں کی عملی تصویر ہیں جو آیات اخلاق الٰہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: "ثَمَرَةُ التَّواضُعِ الْمَحَبَّةُ"؛ یعنی تواضع کا پھل محبت ہے۔ کیونکہ پیغمبرؐ خود متواضع تھے، اسی لیے ان کی صورت بھی متواضع تھی (عبد الواحد بن محمد آمدی، ح۵۱۷۹)۔ وہ پیغمبرؐ جو تمام انسانوں اور پوری کائنات کی مخلوق میں سب سے عظیم مرتبے والے اور بے مثال ہیں، اللہ کی عظمت کے سامنے اتنے عاجز تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کے بارے میں فرمایا: "ما اكل رسول الله متكئاً منذ بعثه الله عز و جل نبياً حتى قبضه الله اليه متواضعاً لله عز و جل"؛ یعنی جب سے اللہ نے پیغمبر اسلامؐ کو اپنا نبی بنا کر بھیجا، جب تک اللہ نے انہیں اپنے پاس نہیں بلا لیا (یعنی پیغمبر کے وصال تک)، آپ (پیغمبر) نے اللہ کے سامنے تواضع کی وجہ سے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (مجلسی، ۱۴۰۳، ج۱۶، ص ۲۴۲)

ایک دن رسول اللہ ﷺ غلاموں کے ایک گروہ کے ساتھ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان سے محو گفتگو تھے تو ایک خاتون جو وہاں سے گزر رہی تھی، اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگی: "اے محمد! آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور غلاموں کے ساتھ ہم نشین اور ہم غذا ہو گئے ہیں؟ (آپ تو پیغمبر ہیں، آپ کو تو بڑوں کے ساتھ بیٹھنا چاہیے...)" آپؐ نے جواب میں فرمایا: "ويحك! اى عبد اعبد منى"؛ یعنی تجھ پر افسوس! کون سا بندہ مجھ سے زیادہ بلند مقام کا حامل ہے؟ ایک اور روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: "میں تم میں عبادت کی شیرینی اور لذت کیوں نہیں دیکھتا؟" انہوں نے پوچھا: عبادت کی شیرینی کیا ہے؟ پیغمبرؐ نے جواب دیا:

"التواضع" یعنی تواضع اور عاجزی ہی عبادت کی شیرینی اور لذت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ رہبر معظم انقلاب (امام خامنہ ایؒ) فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں سے ایک یہ تھا کہ معاشرے کے ماحول کو ایک مہربان اور محبت سے بھرپور بنائیں تاکہ اس میں تمام لوگ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے کو اچھی نظر اور خوش گمانی سے دیکھیں۔ آج بھی ہمارا یہی فریضہ ہے۔" (فرہنگ جہاد، ۱۳۸۵، شمارہ ۴۳ اور ۴۴)۔

۱۔۲۔ پیغمبرؐ کا متواضع ہونا علماء کی نگاہ میں

الف۔ علامہ طباطبائی کی نگاہ میں پیغمبرؐ کی تواضع

علامہ طباطبائیؒ کی نگاہ میں تواضع اور انکساری کو حقیقی بندگی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **"وَ اخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِینَ"** (سورہ حجر، ۸۸)۔ یہ ایک کنایہ ہے جس میں مومنوں سے تواضع، انکساری اور مہربانی کرنے کا سبق ملتا ہے۔ اگر تواضع اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہو تو یہ توحید کی معرفت کی علامت ہے۔ متواضع انسان وہ ہے جو اللہ کے سامنے اپنی ذات کو حقیر ترین سمجھے اور لوگوں کے ساتھ برتاؤ کرتے وقت، برتری کا احساس نہ کرے۔ قرآن کریم نے پیغمبرِ اسلامؐ کی ذات کو سب سے سچی اور سب سے زیادہ متواضع شخصیت کا مالک اور ایک کامل انسان قرار دیتے ہوئے فرمایا: **"وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِینَ یَمْشُونَ عَلَى الْاَرْضِ ہَوْنًا"**۔ (سورہ فرقان، ۶۳) اس آیت میں تواضع کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ فرماتا ہے: **"وَ اخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ"**۔ (سورہ شعراء، ۲۱۵) لوگوں کا پیغمبرؐ نے عشق و محبت رکھنا، یہاں تک کہ اپنی جان قربان کر دینا، ان سب کی اصل وجہ رسول اللہ ﷺ کا متواضع ہونا ہے۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی خامنہ ایؒ فرماتے ہیں کہ تواضع ہی وہ خوبی ہے جس کی وجہ سے امام (رہنما) اور لوگوں کے دلوں کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے۔ (ر.ک: سید علی حسینی خامنہ ای، امت اسلامی کے اتحادی کانفرنس سے خطاب، ۱۳۹۹/۰۲/۳۰، https://khl./f/45650). علامہ طباطبائی فرماتے ہیں کہ: نبی کریمؐ کا مؤمنین کو اپنے گرد جمع کرنا اور اپنے رحمت اور شفقت کے پر پھیلانا تواضع کی ہی علامت ہے، جس طرح پرندے اپنے بچوں پر اپنے پر پھیلاتے ہیں (محسن علی نجفی، ۲۰۱۶، ج ۴، ص ۳۸۶؛ مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ج ۱۵، ص ۳۶۷؛ طباطبائی، ۱۳۸۴، ج ۱۵، ص ۴۶۶)۔

جیسا کہ خداوند عالم پیغمبر اسلامؐ کی تواضع اور انکساری کی صفت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: "فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمۡ"؛ (اے رسول) یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج ہو گئے۔(سورہ آل عمران، ۱۵۹) اس آیت میں خداوند متعال نے لوگوں کی سرزنش کی ہے کیونکہ انہوں نے پیغمبر اسلامؐ پر اعتراض کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کے رشتہ داروں اور دوستوں میں سے کچھ جنگ میں شہید ہو گئے تھے، چنانچہ وہ غم میں ہوش کھو بیٹھے اور رسولؐ سے کہنے لگے: یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے، اگر ہم آپ کے ساتھ جنگ پر نہ جاتے تو یہ دن نہ دیکھتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے پیغمبر! ان لوگوں کو معاف کر دیں اور درگزر کریں تاکہ ان کے نامۂ اعمال میں گناہ نہ لکھے جائیں، اور وہ اللہ کے حضور اپنے کیے پر نادم ہو کر استغفار کریں(یہاں یہ سمجھنا غلط ہو گا کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کرے یا زنا کرے، پھر استغفار کر لے تو بخش دیا جائے گا۔ ایسا ہوتا تو شریعت بے معنی ہو جاتی)۔ اس مقام پر لوگوں سے بھول چوک میں اعتراض ہو گیا تھا، اور رسول کا معاف کر دینا یا اپنے صحابہ سے اللہ کے حکم کے مطابق مشورہ کرنا شریعت کا حصہ نہیں بنے گا۔(طباطبائی، ۱۳۸۴، ج۴، ۸۶)

ب۔ صاحب تفسیر المنار کی نگاہ میں پیغمبرؐ کا متواضع ہونا

مفسرِ تفسیر المنار لکھتا ہے کہ پیغمبرؐ کا مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنا اس بات کی علامت ہے کہ یہ سب رسول اللہ کی خاص رحمت تھی۔ "فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمۡ "(سورہ آل عمران، ۱۵۹) اس آیت میں حرفِ "فاء" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نرمی اور اچھا سلوک غزوہ احد کے واقعے کے سلسلے میں ہے۔ کیونکہ اس جنگ میں مسلمانوں نے پیغمبرؐ کے حکم کی نافرمانی کی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا اور ظاہری طور پر شکست ہوئی۔ اس موقع پر پیغمبرؐ کو غصہ آنا چاہیے تھا اور مسلمانوں کی سرزنش کرنی چاہیے تھی، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے برعکس عمل کیا۔ انہوں نے صبر، تحمل، بردباری اور نرم لہجے میں گفتگو کی۔ پیغمبرؐ کے اس کردار سے اللہ کی رحمت اور قرآنی تعلیمات واضح ہوتی ہیں۔ (قرشی، ۱۳۷۷، ج۲، ص ۲۱۷) اگر رسول اللہؐ غصہ کر لیتے، ان کا مزاج سخت ہو جاتا اور دل میں رحم نہ ہوتا تو لوگ پیغمبر اسلامؐ کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ (سیوطی، ۱۹۹۹، ج۲، ص۸۹) کیونکہ اگر دل میں رحم نہ ہو بلکہ دل کی سختی ہو تو باقی جتنے بھی اخلاقی اوصاف موجود ہوں، لوگوں کے دلوں میں ایمان کی کرن نہیں پھوٹتی۔ جب ہم سیرتِ نبویؐ کو گہرائی سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا

ہے کہ اتنے زیادہ لوگوں کا گرویدہ ہونا کوئی عام بات نہیں ہے، بلکہ یہ سب تواضع و انکساری اور نرمی کی وجہ سے ہے۔(رضا، محمد شریف، ۱۴۱۴، ج۴، ص۱۹۸)

ج۔ ابن عاشور کی نگاہ میں پیغمبرؐ کا متواضع ہونا

پیغمبر اسلامؐ کا مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ایک بہترین حکمت والی تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم، رسول اللہ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے کردار کے ذریعے یوں ظاہر کرتا ہے کہ پیغمبر اپنی امت کے لیے دلسوز، نرم دل اور رحم کرنے والے ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پیغمبرؐ صرف اپنے ساتھیوں پر ہی مہربان نہیں تھے، بلکہ وہ ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں۔ یہ نرمی، محبت اور عفو و درگزر یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ چیز ہے، نہ یہ کہ مسلمانوں کے پچھلے رویوں کو دیکھ کر پیغمبر نے خود یہ مہربانی کی ہو۔ اس مہربانی اور نرمی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ رسول اللہ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دینی معاملوں میں ڈھیل دیں؛ یعنی مسلمان جتنی بھی بُری حرکتیں کریں، رسول انہیں نظر انداز کر دیں، اور نہ یہ مطلب ہے کہ امت کی بھلائی کے کاموں میں سستی کریں۔ بلکہ رسول اللہ (ص) ان تمام معاملات کو پوری احتیاط اور انصاف والی دور اندیشی سے نبھاتے ہوئے دین اسلام اور مسلمانوں کو سربلند فرماتے تھے۔ رسول اللہ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تمام مسلم حکمرانوں کے لیے بطور حاکم اور رہنما بہترین نمونہ ہیں۔ آج بھی اس دنیا میں اسلامی شریعت کو نافذ کرنے اور مسلمانوں کے انتظامات میں پیغمبر اکرم صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اخلاقی تعلیمات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے اللہ نے رسولؐ کو فطری طور پر رحمت سے لبریز کر کے بھیجا، اور یہ رحمت اور دل بہلانے والا رویہ پوری مسلم امت کے لیے ہے، نہ کہ صرف عرب کے جزیرے کے لیے۔ جس طرح رسول اللہ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے رہنما ہیں۔(ابن عاشور، ۱۴۲۰، ج۳، ص۲۶۵)

د۔ آیت اللہ جوادی آملی کی نگاہ میں پیغمبرؐ کا متواضع ہونا

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو مؤمنین کے ساتھ تواضع اور انکساری کا اظہار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "وَاخفِض جَنَاحَکَ لِلمُؤمِنِینَ"۔ اگرچہ رسول گرامی اسلامؐ کے پاس یہ قدرت ہے کہ وہ اپنے معنوی پروں سے ایمان اور نیک عمل کی مدد سے پرواز کر کے اپنے مقام کو بلند کریں، مگر اللہ نے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ان معنوی پروں کو پھیلائیں تاکہ کمزور اور ناتواں ایمان والے مسلمان ان پروں کے سائے میں رہ کر خود اپنے معنوی پر نکال سکیں، اور ان کی مدد سے اڑ کر دنیا کی قید سے نجات حاصل کریں اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ بلند مقام تک پہنچ

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا لوگوں سے محبت کرنا، ان سے مشورہ کرنا، کسی کے بیمار ہونے پر اس کی عیادت کرنا اور لوگوں سے خوش دلی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنا یہ سب پیغمبر اکرم ﷺ کی خاص رحمت ہے نہ کہ رحمت عام (ر.ک: آیت اللہ جوادی آملی، ۱۳۹۶، ج ۴۵، ص ۲۵۱ تا ۲۵۳)۔ حضرت امام علی علیہ السلام کی شخصیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک حکمران کو اپنی رعایا سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ امام (ع) فرماتے ہیں کہ حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آئے، ان پر مہربانی اور شفقت کرے، خوش دلی اور کشادہ پیشانی سے ملے اور ہر وقت ان کے ساتھ انصاف والا سلوک کرے۔ (نہج البلاغہ، خط ۲۷)

۱۔۳۔ امام خامنہ ای کی نگاہ میں پیغمبرؐ کا متواضع ہونا

حاکم کو پیغمبروں کی طرح عاجزی اور فروتنی والا ہونا چاہیے، اور اس کی کوشش اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں (یعنی معاشرے کے رہنما اور حاکم کے طور پر رسول اللہؐ کی صفات کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: "فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمۡ وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الۡقَلۡبِ لَانفَضُّوا مِنۡ حَوۡلِكَ" (سورہ آل عمران، ۱۵۹)، یہاں اللہ نے "غلظت" (سختی) کا لفظ استعمال کیا ہے: (طبرسی، ناشر فراھانی، ج ۴، ص ۳۱۲) غَلِيظَ الۡقَلۡبِ" یعنی سخت دل۔ اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ سے دور بھاگ جاتے۔ ایک دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے: "جَاهِدِ الۡكُفَّارَ وَ الۡمُنٰفِقِينَ وَ اغۡلُظۡ عَلَيۡهِمۡ "(سورہ توبہ، ۷۳)، یہاں بھی اسی سختی کا حکم دیا جارہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دعوت کا طریقہ ہر جگہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ پیغمبروں کا دعوت دینے کا طریقہ مختلف حالات، مختلف زمانوں اور مختلف جگہوں کے مطابق بدلتا ہے۔ (ر.ک: امام خامنہ ای، تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت ، ۱۴۰۳/۰۷/۰۱، https://khl.ink/f/57620).

ہماری حکومتوں کا اصل مقصد یہی ہونا چاہیے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا اور لوگوں کے لئے بھلائی کے کام کرنا۔ اگر انسان کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہو جائے تو یہ ہماری تمام سرگرمیوں، ہمارے تمام کاموں اور ہمارے طریقہ کار پر اثر ڈالے گا۔ صحیفہ سجادیہ میں اس مسئلے کے بارے میں ایک دعا ہے۔ اس دعا میں امام سجاد (ع) اللہ سے عرض کرتے ہیں: "مُؤۡثِرًا لِرِضَاكَ عَلٰى مَا سِوٰهُمَا فِى الۡاَوۡلِيَآءِ وَ الۡاَعۡدَاءِ"؛ یعنی میں تیری خوشنودی

کو ہر دوسری چیز پر ترجیح دونگا، خواہ وہ دوستوں کے معاملے میں ہو یا دشمنوں کے۔ اور پھر فرماتے ہیں: "حَتّٰى يَأْمَنَ عَدُوِّي مِنْ ظُلْمِيْ وَ جَوْرِيْ وَ يَأْيَاسَ وَلِيِّيْ مِنْ مَّيْلِيْ وَ انْحِطَاطِ هَوَايْ"؛ یعنی میرا دشمن میرے ظلم سے بے خوف ہو جائے، اور میرا دوست میرے جھکاؤ اور خواہشات کی پیروی سے مایوس ہو جائے (امام سجاد علیہ السلام، دعا: ۲۷)۔

امام خامنہ ای رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت اہم بات ہے کہ اگر اللہ کی خوشنودی میرا مقصد بن گئی تو میرا دشمن بھی مطمئن ہو گا کہ میں اس پر کبھی ظلم نہیں کروں گا اگرچہ وہ دشمن ہے، لیکن اسے یقین ہو گا کہ میں اس کے ساتھ زیادتی نہیں کروں گا۔ اور میرا دوست بھی مطمئن ہو گا کہ میں اسے دوستی کی وجہ سے کوئی خاص رعایت نہیں دوں گا۔ اگر ہم اللہ کی خوشنودی کو سامنے رکھیں تو تقرریوں میں بھی ہم ایسا ہی کریں گے۔ ہم یہ دیکھیں گے کہ وہی شخص کسی عہدے پر لگایا جائے جو اس کے قابل ہو، نہ کہ وہ جو ہمارا دوست ہو۔ ہم دوستی کی وجہ سے کسی نالائق کو عہدہ نہیں دیں گے۔ اللہ کی خوشنودی کی خاصیت یہی ہے (امام خامنہ ای، صدر مملکت و پارلیمنٹ کے نمائندوں سے خطاب، ۱۴۰۳/۰۶/۰۸، https://khl.ink/f/53710).

۲۔ پیغمبر اکرمؐ کے عاجزانہ رویے کے ابعاد اور خصوصیات

دنیا میں وہ حاکم کامیاب ہوتا ہے جو لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرے، اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سامنے والا اس کا دوست ہے، رشتہ دار ہے یا ملازم ہے۔ امام خامنہ ایؒ تواضع اور عدالت کو لازم و ملزوم سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک، پیغمبر (ص) نے اپنے تواضع والے طرزِ عمل سے جاہلیت کے طبقاتی نظام کو توڑ کر تقویٰ کو برتری کا معیار بنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ"۔ (سورہ حجرات، ۱۳) اسی لیے پیغمبرؐ کی قیادت نہ صرف روحانی تھی بلکہ معاشرتی اور انصاف پر مبنی تھی۔ امام خامنہ ایؒ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ پیغمبرؐ کا تواضع صرف ذاتی اخلاق تک محدود نہیں تھا بلکہ سیاست اور حکومت میں بھی نمایاں تھا۔ پیغمبرؐ نے اپنی حکومت میں کبھی اپنے اور لوگوں کے درمیان فرق نہیں کیا۔ وہ لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، ان کی باتیں سنتے اور ان کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ (امام خامنہ ای، نظام کے عہدیداروں سے خطاب، ۱۳۷۸/۰۱/۱۶، https://khl.ink/f/2937). یہ سوچ ہر اس حاکم اور ذمہ دار شخص کے لیے ایک نمونہ ہے جو اسلامی نظام میں کام کرتا ہے کہ وہ خود کو عوام سے الگ اور برتر نہ سمجھے۔ اگر آج مسلمان

حکمرانوں میں سے کوئی لوگوں کے جسم اور دل پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو اسے پیغمبرؐ کے طریقِ حکومت کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیے، اور اسی طرح لوگوں کے ساتھ نرمی اور خوش دلی سے پیش آنا چاہیے جیسے بیماروں کی عیادت کرنا، مرنے والوں کے گھر والوں کو تسلی دینا، مزدوروں کے ساتھ بیٹھنا، وغیرہ کیونکہ نبی مکرمؐ کی تعلیمات اسی میں ہیں۔

امام خامنہ ایؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ پیغمبرؐ کی پیروی کریں، یہ پیروی زندگی کے ہر معاملے میں ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ زندگی کے تمام پہلوؤں میں، گھریلو طرزِ عمل اور لوگوں سے میل جول سے لے کر دشمنوں اور کمزوروں کے ساتھ پیش آنے تک مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ ہیں۔ مسلم معاشرہ تب مکمل ہوتا ہے جب وہ اپنے طرزِ زندگی کو آپ کے مشابہ بنا لے۔ آپ ہر حالت میں خواہ سختیاں ہوں یا اقتدار کا دور لوگوں کے ساتھ رہتے تھے۔ جنگِ خندق میں جب مدینہ منورہ تقریباً چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا، خورد و نوش کی کمی ہو چکی تھی یہاں تک کہ کبھی دو تین دن تک کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا، اسی حالت میں پیغمبر اکرم ﷺ خود دشمن کے مقابلے میں خندق کھودنے میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور لوگوں کی طرح بھوکے بھی رہتے تھے۔ روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے چھوٹے بچوں حسنین (ع) کے لیے روٹی پکائی۔ ان بچوں والی روٹی میں سے ایک ٹکڑا اپنے والد گرامی کے لئے لے گئیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: "بیٹی! یہ کہاں سے لائی ہو؟" انہوں نے کہا: "بچوں والی روٹی ہے۔" پیغمبرؐ نے ایک لقمہ منہ میں رکھا اور کھایا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: "مجھے تین دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا"۔

پس پیغمبرؐ خود لوگوں جیسے تھے اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ آپ کی نرمی، بردباری، مہربانی اور انصاف پسندی میں کبھی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ آپ غریبوں اور غلاموں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ سادہ زندگی گزارتے تھے اور کسی کے کھانے کو رد نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ اقتدار کی بلندی پر اور فتوحات کے بعد بھی نئے مسلمانوں کے ساتھ نرمی، صبر اور خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ ان عادات و خصائل کے ساتھ ساتھ پیغمبرؐ ایک منظم اور مرتب انتظام بھی رکھتے تھے اور لوگوں کے معاملات کو پوری لگن اور نگرانی کے ساتھ حل فرماتے۔ عبداللہ بن عمر پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں کہتا ہے: "**ما رأیت احدا اجود و لا انجد و لا اشجع و لا اوضأ من رسول اللہ**"؛ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بخشش کرنے والا، مدد کرنے والا،

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

بہادر اور تابناک کوئی نہیں دیکھا۔ یہ پیغمبر اکرم ﷺ کا لوگوں کے ساتھ برتاؤ تھا۔ یہ ساری خوبیاں آپ کے طرزِ عمل کا مجموعہ ہیں جن کی طرف مسلمانوں اور ذمے داروں کو اپنی زندگی میں جہاں تک ممکن ہو قریب آنا چاہیے۔(امام خامنہ ای، نماز جمعہ کے خطبہ میں خطاب تہران، ۱۳۷۰/۰۷/۰۵، https://khl.ink/f/2497). حضرت امام خامنہ ای ؒ کے نقطۂ نظر سے، رسول اکرم ﷺ کے تواضع کی چار بنیادی خصوصیات تھیں: غریبوں اور غلاموں سے ہم نشینی کر کے طبقاتی نظام کا خاتمہ؛ بغیر جبر و تشدد کے لوگوں کے دلوں کو نرم کرنا؛ حکومت میں عوام کی شرکت کے لیے رہنما اور لوگوں کے درمیان فاصلہ مٹانا؛ اللہ کے سامنے عاجزی اور دشمن کے سامنے عزت والی طاقت متعارف کروائی، استبداد اور تکبر نہیں۔

۲۔ا۔ غریبوں اور غلاموں سے ہم نشینی کر کے طبقاتی نظام کا خاتمہ

اللہ کے سامنے عاجزی کرنے سے بصیرت پیدا ہوتی ہے اور انسان خود پسندی سے دور ہو جاتا ہے۔ تواضع فقط اللہ کے سامنے ہو جیسے نماز میں "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"؛ صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ یعنی حقیقی مسلمان صرف اللہ کے سامنے جھکتا ہے، دنیاوی طاقتوں اور ظالموں کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔ یہی حقیقت دشمنوں کی دین مبین اسلام سے دشمنی رکھنے کی وجہ ہے، اور یہی مسلمانوں کی ترقی کا راز بھی ہے۔ امت مسلمہ کی ترقی، بصیرت اور نجات اسلامی تعلیمات اور شریعت پر قائم رہنے میں ہے، نہ کہ ظالموں کے کلچر اور طرزِ زندگی کو اپنانے میں (امام خامنہ ای، حج کے کارگزاروں سے ملاقات میں خطاب، ۱۳۹۸/۰۴/۱۲، https://khl.ink/f/2497).

امام خامنہ ای ؒ کی نگاہ میں ایک دینی رہنما کو اللہ اور لوگوں کے سامنے عاجزی والا ہونا چاہیے، لیکن باطل اور دشمنوں کے مقابلے میں عزت دار اور طاقتور ہونا ضروری ہے۔ وہ اس قرآنی پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پیغمبرؐ مومنوں کے سامنے متواضع تھے، لیکن حق کے دشمنوں کے سامنے سخت اور مضبوط تھے۔ عاجزی اور طاقت کا یہ امتزاج ہی آپ کی کامیابی کا راز تھا"۔(امام خامنہ ای، شوریٰ کے اراکین سے خطاب، ۱۳۹۰/۰۳/۲۳، https://khl.ink/f۱۸۲۹۲). پس تواضع الٰہی سیاست کا ایک حصہ ہے، نہ کہ صرف ذاتی اخلاق۔ امام خامنہ ایؒ کے نزدیک پیغمبرؐ کا تواضع کمزوری کی علامت نہیں تھا بلکہ طاقت کا ذریعہ تھا۔ وہ فرماتے ہیں: "پیغمبرؐ کی طاقت کا مرکز تلوار نہیں بلکہ وہ دل تھے جو ان کے اخلاق اور عاجزی کی وجہ سے ان کی طرف کھنچے چلے

گئے تھے۔" اس نظریے سے واضح ہوتا ہے کہ دینی قیادت کا مطلب عزت اور عاجزی کا ایک ساتھ ہونا، دشمن کے سامنے عزت اور مومنوں کے سامنے عاجزی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ"؛یعنی مومنوں کے لیے نرم اور عاجز اور کافروں کے لیے سخت اور عزت والے۔(سورہ مائدہ، ۵۴)

۲۔۲۔ بغیر جبر و تشدد کے لوگوں کے دلوں کو نرم کرنا

امام خامنہ ایؒ کی اسلامی فکر میں ایک دینی رہنما کی پہچان یہ ہے کہ رہنما پیغمبر اکرم ﷺ کی طرح مردمی (عوامی) ہو۔ وہ پیغمبرؐ کے طرزِ زندگی سے ثبوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو رہنما لوگوں سے فاصلہ بنا لے، وہ نبوت کی حقیقت سے دور ہو جاتا ہے۔ ہمارے پیغمبرؐ لوگوں کے درمیان تھے، نہ کہ ان پر بطور حاکمیت سوار تھے"۔(امام خامنہ ای، پچاس ہزار بسیجی سپاہیوں سے خطاب، ۱۳۹۲/۰۸/۲۹، https://khl.ink/f/24552). پس اس سے مراد تواضع رہنما اور امت کے درمیان ایک ایسا تعلق قائم کرتا ہے جو اسلامی نظام کا اصل سرمایہ ہے۔ اس کام کے لیے دینی رہنما کو اپنے اندر اسلامی اخلاقی صفات کو مستحکم کرنا ہوگا، جیسے صبر، معاف کرنے کی عادت، حلم، عفو و درگذر، بردباری اور تواضع۔ بالکل اسی طرح جیسے امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو تاکید کرتے تھے کہ ان کا رویہ ایسا ہو کہ لوگ انہیں دیکھ کر کہیں: "یہ امام اور اسلام کے تربیت یافتہ ہیں"۔(شیخ مفید، ۱۳۷۲، ص ۹۳؛ محمد بن ادریس حلی ۱۳۵۸، ج ۳، ص ۶۵۰؛ ثقۃ الاسلام کلینی، ۱۴۰۷، ج ۲، ص ۷۷؛ محمدی ری شہری، ۱۳۹۱، ج ۱۰، ص ۴۳۴) پس اسی طرح سپاہیوں کا پاکیزہ اور اخلاقی رویہ لوگوں میں ان کی اور نتیجتاً اسلامی نظام اور جمہوریہ اسلامی کی محبت اور عزت پیدا کرتا ہے، اسی وجہ سے عرب کے بہت سے لوگ بغیر کسی جنگ و جدل کے پیغمبرؐ پر ایمان لے آئے تھے۔

۲۔۳۔ حکومت میں عوام کی شرکت کے لیے رہنما اور لوگوں کے درمیان فاصلہ مٹانا

امام خامنہ ایؒ کے نظریہ کے مطابق ایک سچے مومن اور اسلامی منتظم کی تربیت تواضع کی روح پر استوار ہونی چاہیے۔ جس طرح پیغمبرؐ نے اپنے شاگردوں کو عاجزی والے رویے سے تعلیم دی، اسی طرح آج کے دینی رہنماؤں کو بھی اسی طریقے پر عمل کرنا چاہیے تاکہ معاشرے میں ایمان اور اخلاص پھیل سکے۔ امام خامنہ ایؒ کے مطابق، دینی حکومت کے لیے سب سے بڑے خطرات میں سے ایک عہدے داروں کا خود پسندی اور خود کو بڑا سمجھنا ہے۔ رسول ﷺ کا تواضع والا عملی نمونہ اس طرح کے رویے کو روکتا ہے اور معاشرتی انصاف کی راہ ہموار

کرتا ہے۔ امام خامنہ ای نے قرآن اور سیرت نبوی سے سبق حاصل کرتے ہوئے اسلامی نظام کے لیے "مردمی اور متواضع رہبری" کا نمونہ پیش کیا ہے، ایک ایسا نمونہ جس میں لوگوں کی خدمت کرنا، امیر بن کر رہنے جیسی فکر سے دوری، اور معاشرے میں لوگوں سے براہِ راست تعلق قائم رکھنا، دینی حکومت چلانے کے بنیادی اصول ہیں۔ امام خامنہ ایؒ نے بارہا تاکید فرمائی ہے کہ دینی عالم، منتظمین اور مذہب کے مبلغین کو "پیغمبر اسلام کی صفات" کو اپنانا چاہیے یعنی اپنے رویے، بات چیت اور میل جول میں متواضع، سچے اور بناوٹی عاجزی سے پاک ہوں۔

۲۔۴۔ اللہ کے سامنے عاجزی اور دشمن کے سامنے عزت والی طاقت متعارف کروائی، استبداد اور تکبر نہیں

پیغمبرؐ کا تواضع صرف دوستوں اور مومنوں تک محدود نہیں تھا۔ بلکہ دشمنوں، مخالفوں اور خطاکاروں کے ساتھ بھی آپ کا رویہ ہمیشہ رحمت، انصاف اور الٰہی تربیت پر مبنی رہا۔ امام خامنہ ایؒ نے بارہا فرمایا کہ قرآن کریم پیغمبرؐ کو نہ صرف ایک رہنما اور انصاف قائم کرنے والے کے طور پر پیش کرتا ہے، بلکہ الٰہی اخلاق اور شفقت کا نمونہ بھی قرار دیتا ہے۔ اور اسلامی معاشرے پر آپ کی حکمرانی انہی اخلاقی اصولوں اور قرآنی ہدایات کا عملی مظہر تھی۔ امام خامنہ ایؒ کے مطابق، پیغمبر اکرم ﷺ دشمنوں کے سامنے انتقامی جذبے یا شدت پسندی سے پیش نہیں آتے تھے، بلکہ ان کے ساتھ شفقت اور مصلحت اندیشی سے پیش آتے، یہ رویہ انصاف کے اصولوں کو قائم رکھتے ہوئے معاشرے کی ہدایت اور اصلاح کا باعث بنتا تھا۔ امام خامنہ ایؒ تاکید کرتے ہیں کہ قرآن نے پیغمبر اکرم ﷺ کو "رحمۃً للعالمین" (ساری کائنات کے لیے رحمت) قرار دیا ہے، اور یہ رحمت آپ کے رویے سے حتیٰ کہ اقتدار کی بلندی پر، میدانِ جنگ میں، اور سب سے سخت دشمنوں کے سامنے بھی جدا نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ فتحِ مکہ کے موقع پر جبکہ برسوں کی اذیت، جنگ افروزی، معاشی بائیکاٹ اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کے باوجود، پیغمبر اکرم ﷺ نے "الیوم یوم المرحمة "؛ آج رحمت کا دن ہے، کا نعرہ بلند کیا۔ اور اعلان کیا " اذهبوا فأنتم الطلقاء "؛ جاؤ، تم سب آزاد ہو ۔(ر.ک. امام خامنہ ای، نمازجمعہ کا خطبہ ،تہران، ۱۳۷۹/۰۲/۲۳، https:khl.ink/f/3005). انہوں نے اصلاح، معاشرتی تعمیر نو اور دلوں کو جیتنے کا ایک نیا راستہ کھول دیا۔

امام خامنہ ایؒ کے بقول، یہی شفقت اور رحمت کافروں کی صفوں پر سب سے بڑی ضرب تھی۔ کیونکہ وہ دشمن جو تشدد اور نفرت سے لڑتے تھے، پیغمبر اکرم ﷺ کی عزت اور درگزر کے سامنے اخلاقی طور پر بے ہتھیار ہو گئے۔ اور اسی طرزِ عمل نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام کی حقیقت کے قریب کر دیا۔ پیغمبرؐ اسلامی معاشرے

میں خطاکاروں کے ساتھ بھی تربیتی اور انسان ساز انداز سے پیش آتے تھے۔ خطا کو دور کرتے، لیکن انسانی شخصیت کو رسوا نہیں کرتے تھے، لغزشوں کو درست کرتے، لیکن واپسی کا راستہ بند نہیں کرتے تھے، گناہ کی مذمت کرتے تھے، لیکن گناہگار کو محبت اور نصیحت کے دائرے سے خارج نہیں کرتے تھے۔ یہ وہی طریقہ ہے جسے قرآن نے "خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ"؛ درگزر سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں۔ (سورہ اعراف، ۹۹) اسی بناء پر رہبر (امام خامنہ ای) کا ماننا ہے کہ پیغمبرؐ کا طریقہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت میں عدالت اور رحمت دونوں کو ایک ساتھ جمع کرنا ضروری ہے۔

رہبر شہیدؒ کے نزدیک، پیغمبر اکرم ﷺ کا دشمنوں اور خطاکاروں کے ساتھ کریمانہ برتاؤ قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے: "اِدفَع بِالَّتِی ہِیَ اَحسَنُ السَّیِّئَۃَ"؛ آپ برائی کو احسن برتاؤ کے ذریعے دور کریں۔ (سورہ مؤمنون، ۹۶) یہ طریقہ کار مشروع اقتدار کو محکم بنانے اور اخلاق پر مبنی متوازن معاشرہ بنانے کا مؤثر ذریعہ ہے، کیونکہ طاقت صرف خوف اور دھمکی سے قائم نہیں رہتی بلکہ محبت، اعتماد اور مصلحت آمیز اصلاح سے معاشرتی استحکام حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے پیغمبرؐ نے عدالت اور رحمت کے درمیان عمدہ توازن قائم رکھا، نہ حق و انصاف سے کنارہ کیا اور نہ ہی انسانی شفقت اور درگزر سے ہاتھ کھینچا۔ امام خامنہ ایؒ اس نقطہ نظر کو ایک اعلیٰ درجے کا عملی اور انتظامی نمونہ سمجھتے ہیں، جو آج بھی دشمنوں، مخالفوں اور خطاکاروں کے ساتھ برتاؤ میں کارآمد رہنما ثابت ہو سکتا ہے، ایسے طریقے سے کہ ایک طرف حکومت کا اقتدار قائم رہے اور دوسری طرف انسانی اور قرآنی اقدار کا خیال رکھا جائے۔ نبی مکرم اسلامؐ نے فرمایا: پروردگار نے مجھے ان سات خصلتوں کو اپنانے کا حکم دیا ہے: تمام ظاہری اور باطنی کام فقط اللہ کے لئے انجام دوں، جو مجھ پر ستم ڈھائے اسے معاف کروں، جو مجھے محروم کرے اسے بخش دوں، جو قطع تعلق کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں۔۔۔ وغیرہ یہ حکم مسلمانوں اور کافروں دونوں کو شامل ہے۔

۳۔ پیغمبر اکرمؐ کی رہبری میں تواضع کے سماجی اور انتظامی اثرات

پیغمبر اکرم ﷺ کا تواضع آپ کی قیادت کی سب سے اہم پہچان تھا، جس نے اسلامی معاشرے پر دوررس اثرات چھوڑے۔ ان آثار کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے معاشرے پر گہرے سماجی، اخلاقی اور انتظامی اثرات مرتب کیے، اور یہ نبی مکرم اسلامؐ کی حکمت عملی اور عقلمندی کا ثبوت ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۳۔۱۔ عوامی اعتماد اور گہری مقبولیت کا قیام

پیغمبر اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے تواضع کا سب سے نمایاں نتیجہ لوگوں میں عوامی اعتماد اور حقیقی مقبولیت کا پیدا ہونا تھا۔ پیغمبرؐ نے اپنی عاجزی، خلوص اور بے تکبرانہ رویے سے لوگوں کے دل جیت لیے اور انہوں نے پورے دل و جان سے آپ پر بھروسہ کیا۔ یہ اعتماد اخلاقی طاقت پر مبنی تھا، نہ کہ زبردستی یا جبری طاقت پر۔ لوگ آپ کو کسی دور بیٹھے ہوئے اور برتر حاکم کے طور پر نہیں دیکھتے تھے، بلکہ ایک ایسے رہنما کے طور پر دیکھتے تھے جو قریب تھا، دلسوز تھا اور ان کے ساتھ تھا، اور ان کی مشکلات اور ضروریات کو اہمیت دیتا تھا۔ امام خامنہ ایؒ نے بارہا اپنی تقریروں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنے اس رویے سے یہ ثابت کر دیا کہ حقیقی طاقت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے، نہ کہ خوف اور زبردستی سے۔ یہ مقبولیت اور عوامی اعتماد پیغمبرؐ کی قیادت اور اسلام کی تعلیمات کو قبول کرنے کا سبب بنا، اور اس کے نتیجے میں آپؐ کے فیصلے لوگوں کی رضامندی اور تعاون سے ہم راہ ہو گئے۔ اس طرح کا گہرا اعتماد، فوجی اور سیاسی طاقتوں کے برعکس، پائیدار اور مضبوط تھا، کیونکہ اس کی جڑیں لوگوں کے ایمان، محبت اور آپؐ کی حقیقی شخصیت کے بارے میں ان کی پہچان میں پیوستہ تھیں۔ (امام خامنہ ای، عوام اور نظام کے درمیان اعتماد، ۱۳۹۳/۰۳/۲۴، https://khl.ink/f/26698).

۳۔۲۔ طبقاتی نظام کا خاتمہ اور برابری کا قیام

پیغمبر اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی تواضع کا ایک اور نمایاں نتیجہ معاشرے میں سماجی اور طبقاتی فاصلوں کو کم کرنا تھا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں قوم پرستی اور شدید طبقاتی تفریق عام تھی، پیغمبرؐ کے عاجزی والے رویے نے یہ ممکن کر دیا کہ تمام افراد (اپنے سماجی مرتبے سے قطع نظر) برابری، عزت اور یکساں انسانی قدر کے ماحول میں زندگی گزار سکتے ہیں۔ پیغمبر اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنی واضح اور عملی تعلیمات کے ذریعے اس بات پر زور دیا کہ تمام انسان ایک ہی منبع سے پیدا ہوئے ہیں اور کسی کو کسی پر برتری حاصل نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: "تم سب آدم (ع) سے ہو اور آدم مٹی سے ہیں"۔ یہ اخلاقی تعلیم پیغمبرؐ کے رویے میں عملی طور پر بھی دیکھی جا سکتی تھی، کیونکہ آپ تمام لوگوں کے ساتھ یکساں انسانی اور عزت والی نگاہ سے پیش آتے تھے۔ اس رویے کا نتیجہ معاشرے میں ہمدردی اور باہمی تعلق کا ماحول پیدا ہونا تھا، جہاں لوگ کم سے کم حسد، ناسازگار مسابقت اور تفریق کا شکار ہوتے تھے۔ طبقاتی فاصلوں کو کم کرنے سے نہ صرف انصاف کو تقویت ملی، بلکہ مختلف قبیلوں اور طبقات کے درمیان سماجی ہم آہنگی اور باہمی

تعلق بھی مضبوط ہوا۔(امام خامنہ ای،پیغمبر کا مقصد عدالت اجتماعی، ۱۴۰۳/۰۱/۲۱،https://khl.ink/f/55992).

۳۔۳۔ محبت اور اخلاقی اقتدار پر مبنی رہبری کا استحکام

آپ نے اپنی قیادت کو محبت، اخلاق اور دلوں پر اثر انداز ہونے کی بنیاد پر مضبوط کیا۔ اس قسم کی قیادت، جسے اخلاقی اور خدمت گزار قیادت کہا جا سکتا ہے، زبردستی اور جبر پر مبنی قیادتوں کے مقابلے میں زیادہ پائیدار اور اثر رکھنے والی تھی۔ امام خامنہ ایؒ تاکید کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا تواضع بزدلی یا کمزوری کی علامت نہیں بلکہ روحانی طاقت اور انتظامی حکمت کا ثبوت تھا۔ کیونکہ جو رہنما محبت اور اخلاق کی بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے، وہ دلوں میں گہرا اثر ڈالتا ہے اور معاشرے کو تعاون اور اصلاح کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ خصوصیت لوگوں میں شراکت داری اور ذمہ داری کے جذبے کو بھی پختہ کرتی تھی، اور تعاون اور ہمدردی کے کلچر کو فروغ دینے کی راہ ہموار کرتی تھی۔ معاشرے کے لوگ اپنے رہنما کا عاجزانہ رویہ دیکھ کر ایک دوسرے کی خدمت کرنے اور اخلاقی اور معاشرتی اصولوں پر چلنے کے لیے زیادہ ترغیب پاتے تھے۔(امام خامنہ ای، نبوی حکومت میں اخلاقی اقتدار، ۱۴۰۰/۰۸/۰۱،https://khl.ink/f/48884).

۳۔۴۔ پیغمبر اکرمؐ کا تواضع، آج کے دور کے لیے ایک انتظامی نمونہ

آج کی جدید قیادت میں "متواضع قیادت" (Humble Leadership) کو بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔ جس کے چند اصول یہ ہیں: لوگوں کی بات غور سے سننا، ماتحتوں اور عملے کا احترام کرنا، انتظامی امور میں سادگی اختیار کرنا، لوگوں کی مدد کرنا اور خدمت گزار کی طرح رہنمائی کرنا شامل ہیں، یہ تمام اصول پیغمبرؐ کی زندگی سے مکمل طور پر ملتے ہیں۔ امام خامنہ ایؒ کے مطابق، یہ جدید اصول دراصل اسی حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں جو صدیوں پہلے پیغمبر (ص) کے کردار میں موجود تھی۔ امام خامنہ ایؒ کی قرآنی فکر یہ بتاتی ہے کہ آج کل اس جدید تصورات میں بھی ہم نبوی تعلیمات میں تدبر کر کے موجودہ مسائل کا حل تلاش کر کے ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق، پیغمبرؐ کا تواضع محض ایک تاریخی واقعہ نہیں ہے، بلکہ آج کے منتظمین کے لیے ایک روشن راستہ ہے۔ یہ راستہ منتظم کو اونچے برج سے نیچے اتر کر لوگوں کے درمیان لے آتا ہے، اس کے اندر خدمت کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اس کے فیصلوں کو مشورے سے مضبوط کرتا ہے، اور اس کے اقتدار کو غرور سے بچاتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو پیغمبر (ص) کی

زندگی اور آج کے انتظامی اصولوں کے درمیان تعلق پیدا کرتی ہے اور یہی "بہترین نمونہ" ہے، ایک ایسا نمونہ جو آج کے منتظم کو محض دفتری کاموں سے نکال کر ایک عظیم مقصد، ایک انسان دوست معاشرے کی تعمیر کی طرف لے جاسکتا ہے۔ لہٰذا پیغمبر (ص) کی زندگی بسر کرنے کا طریقہ آج کے دور میں بھی تمام منتظمین، ذمہ داروں اور معاشرتی رہنماؤں کے لیے ایک بہترین اور قابلِ عمل نمونہ ہے۔(امام خامنہ ای، تمام حکمرانوں کے لئے نمونہ عمل، ۱۴۰۱/۰۷/۰۲،https://khl.ink/f/51003).

خاتمہ

امام خامنہ ایؒ کی قرآنی تفکر میں پیغمبر اکرم ﷺ کا تواضع محض ایک ذاتی اخلاقی خوبی نہیں ہے، بلکہ یہ تواضع دینی قیادت کی نظریاتی اور عملی بنیاد کو تشکیل دیتا ہے۔ پیغمبرؐ نے اپنی عاجزی کے ذریعے لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا، جاہلی نظام کا خاتمہ اور ایمان اور انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کیا۔ امام خامنہ ایؒ کے مطابق، دینی رہنماؤں اور امتِ مسلمہ کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ اس پیغمبرانہ طریقے سے سبق حاصل کرتے ہوئے اللہ کے سامنے عاجز ہوں، لوگوں کے لیے خدمت گزار ہوں اور دشمنوں کے سامنے مضبوط اور ثابت قدم رہیں۔ اس طرح، امام خامنہ ایؒ کی قرآنی تفکر میں نبوی تواضع ،اخلاق، اقتدار اور الٰہی انتظام کے درمیان تعلق کا راز ہے، جو تمام مسلمانوں کے لیے ایک لازوال نمونہ اور اسلامی تہذیب کی بنیاد بن سکتا ہے۔

کتابیات

قرآن مجید

نہج البلاغہ

۱. ابن ابی الحدید .(۱۳۸۵ش).شرح نہج البلاغہ، محمد ابوالفضل ابراہیم ،چاپ دوم ،دار احیاء الکتب العربیہ، مصر۔
۲. ابن سعد، محمد. (۱۴۰۸ق). الطبقات الکبری، نشر دار بیروت، بیروت۔
۳. ابن منظور، جمال الدین محمد مکرم. (۱۴۰۸ھ). لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
۴. ابن عاشور، محمد طاہر. (۱۴۲۰ق). التحریر والتنویر، فرہنگ نشرنو، بیروت۔
۵. احمد ابن حنبل. (بی تا). مسند، دار الفکر، بیروت۔
۶. امام غزالی. (۱۴۰۶ھ). احیاء علوم الدین، دار الکتاب العربی، بیروت۔
۷. جوادی آملی. (۱۳۹۶ش). تفسیر تسنیم، چاپ اسراء۔
۸. خامنہ ای، سید علی. (۱۳۹۲ش). ۲۵۰ سالہ انسان، انتشارات انقلاب اسلامی، تہران۔
۹. خواجہ نصیر الدین. (۱۴۱۳ھ). اخلاق ناصری، انتشارات علمیہ اسلامیہ، تہران۔
۱۰. راغب اصفہانی، حسین بن محمد. (۱۳۸۲ش). مفردات الفاظ القرآن، انتشارات ذوی القربی، قم۔
۱۱. رضا، محمد شریف. (۱۴۱۴ھ). تفسیر المنار، دار المعرفت، بیروت۔
۱۲. سبحانی، جعفر. (۱۳۹۰ش). سیرہ پیامبر اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ)، مؤسسہ امام صادق (ع)، قم۔
۱۳. سیوطی، جلال الدین. (۱۹۹۹م). الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، دار الفکر، بیروت۔
۱۴. شریعتی، علی. محمد. (۱۳۸۴ش). خاتم پیامبران، قلم، تہران۔
۱۵. شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ادریس حلی. (۱۴۲۹ھ). مستطرفات السرائر، مؤسسہ امام مہدی (ع)۔
۱۶. طباطبایی، سید محمد حسین. (۱۳۸۴ش). المیزان فی تفسیر القرآن، دفتر انتشارات اسلامی، قم۔
۱۷. طبرسی، فضل ابن حسن. (ناشر فراہانی). تفسیر مجمع البیان، تہران۔
۱۸. عبدالواحد بن محمد آمدی. (۱۳۸۱ش). غرر الحکم و درر الکلم، ترجمہ: ہاشم رسولی محلاتی، قم، دار الکتاب الاسلامی۔
۱۹. فرہنگ جہاد. (۱۳۸۵ش). پیامبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ در کلام امام و رہبری، مجلّہ بہار و تابستان، شمارہ ۴۳و۴۴، (https://noo.rs/sr7cx).

۲۰. فیومی، احمد بن محمد. (۱۴۱۴ھ). المصباح المنیر، مؤسسہ دار الہجرت، الطبعہ الثانیہ، قم۔
۲۱. قرائتی، محسن. (۱۳۸۸ش). تفسیر نور، مرکز فرہنگی درسہای از قرآن، تہران۔
۲۲. ۔قرشی، علی اکبر. (۱۳۷۴ش). تفسیر احسن الحدیث، بنیاد بعثت، تہران۔
۲۳. کلینی، محمد بن یعقوب. (۱۴۰۷ھ). الکافی، دار الکتب اسلامیہ، تہران۔
۲۴. مجلسی، محمد باقر. (۱۴۰۳ھ). بحار الانوار، دار الحیاء، بیروت۔
۲۵. محسن علی نجفی. (۲۰۱۶م). الکوثر فی تفسیر القرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور۔
۲۶. محمدی ری شہری. (۱۳۹۱ش). دانشنامہ قرآن و حدیث، مؤسسہ علمی فرہنگی دار الحدیث، قم۔
۲۷. مطہری، مرتضی. (۱۳۹۰ش). تعلیم و تربیت در اسلام، صدرا، تہران۔
۲۸. مفید، محمد بن محمد. (۱۳۷۲ھ). الحکایات فی مخالفات المعتزلہ من العدلیہ، المؤتمر العالمی لألفیہ الشیخ المفید۔
۲۹. مکارم شیرازی، ناصر. (۱۳۷۴ش). تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، تہران۔
۳۰. ملا مہدی نراقی. (۱۳۸۸ش). جامع السعادات، قائم آل محمد (عج)، قم۔
۳۱. ورّام بن ابی فراس حلّی. (۱۴۱۰ھ). مجموعہ ورّام، مکتبہ الفقیہ، قم۔
32. https://farsi.khamenei.ir/newspart-index?tid=199-